Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 18. Issue 01, June 2026

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 28th February, 2026 | Accepted: 14th June, 2026 | Available Online: 30th June, 2026
Digital Object Identifier: 10.52015/daryaft.v18i01.431

سفر نامہ "خواب نگر میں سات دن" میں کلاشی تہذیب و ثقافت

Kalash Civilization and Culture in the Travelogue "Khwab Nagr Mein Saat Din"

MUNIBA HABIB[1] AND DR. MUHAMMAD SAHIB KHAN[2]
[1] Lecturer, Department of Urdu, University of Chitral, Pakistan
[2] Assistant Professor, Department of Urdu, University of Chitral, Pakistan
Corresponding author: Mrs. Muniba Habib (munibahabib123@gmail.com)

CONFLICT OF INTEREST: The authors declare that there are no conflicts of interest related to the research, authorship, and/or publication of this article, and that the data presented have not been fabricated or falsified.

FUNDING: This research did not receive any specific grant or financial support from public, commercial, or not-for profit funding agencies.

PARTICIPANT CONSENT: The authors confirm that Informed consent was obtained from all participants, and confidentiality was duly maintained.

KEYWORDS: Travelogue, Kalash Culture, Khowar, Chitral, Civilization, festivals, environmental harmony

ABSTRACT: This study examines the travelogue "Khwaab Nagar Mein Saat Din" by Dr Syed Zubair Shah, focusing on the cultural and civilizational heritage of Chitral and Kalash valleys. The text explores the distinctive culture of the Kalash community, portraying it as an enigmatic world whose ancient traditions are juxtaposed with those of the surrounding Muslim population. Major seasonal festivals such as Joshi and Chomus are vital expressions of the community’s relationship with nature and spirituality, reinforcing collective identity. The travelogue documents cultural elements, including black attire, smoke-darkened houses, and the Bashali (menstrual house), reflecting simplicity, spirituality, and environmental harmony. It further examines customs of marriage, death rituals, and the relationship between Kalash and Muslim communities, marked by economic interdependence and religious tension. The work transcends travel writing, offering a reflective meditation on culture, nature, and human interconnectedness, preserving regional identity in Pakistani literature within contemporary South Asian literary cultural studies framework.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-Non Commercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

تہذیب و ثقافت کے مابین تفریق کا سوال ایک اہم ادبی و ثقافتی تنقید کی سطح پر غور و فکر کا متقاضی ہے۔ اگرچہ یہ دونوں اصطلاحات عمومی طور پر ایک ساتھ استعمال کی جاتی ہیں، لیکن ان کے مابین موجود بنیادی اور واضح امتیاز کا ادراک نہایت ضروری ہے۔ ثقافت کسی معاشرتی مجموعے کی داخلی اقدار، روایات، اور عادات کی عکاسی کرتی ہے، جو عمومی طور پر تبدیلی سے محفوظ رہتی ہیں۔ یہ داخلی

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 18. Issue 01, June 2026

عناصر، جن میں مذہب، رسم و رواج، اور دیگر تہذیبی علامتیں شامل ہیں، ایک مخصوص معاشرتی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرتی تسلسل کی علامت ہیں۔ اس کے برعکس، تہذیب ان اقدار کے اظہار کے طریقوں کی نمائندگی کرتی ہے جو نہایت تیزی سے تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ تہذیب، جدید ٹیکنالوجی، ذرائع ابلاغ، اور دیگر ترقیاتی عوامل کے ذریعے نمودار ہونے والی خارجی خصوصیات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس میں ان وسائل کے ذریعے اقدار کے نفاذ کے مختلف طریقے شامل ہیں، جو مختلف معاشرتی تناظر میں تبدیلی کی جڑت کی عکاسی کرتے ہیں اور ان کے انضمام کی نوعیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ تہذیب کی تعریف میں "سر ایڈورڈ۔ بی۔ تایلر" لکھتے ہیں:

> "Culture...is that complex whole which includes knowledge, beliefs, arts. Morals, law, customs, and any other capabilities and habits acquired by (a human) is a member of society."(۱)

ڈاکٹر سید عابد حسین تہذیب کی تعریف ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

> "تہذیب نام ہے اقدار کے ہم آہنگ شعور کا جو ایک انسانی جماعت رکھتی ہے۔ جسے وہ اپنے اجتماعی ادارات میں ایک معروضی شکل دیتی ہے، جسے افراد اپنے جذبات و رجحانات، اپنے سبھاد اور برتاؤ میں اور ان اثرات میں ظاہر کرتے ہیں جو مادی اشیا پر ڈالتے ہیں۔"(۲)

سماجی علوم کے ماہرین کی نظر میں تہذیب اور ثقافت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، جہاں ان کی موجودگی اور عمل ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ ثقافت تہذیب کی بنیاد فراہم کرتی ہے، جب کہ تہذیب ثقافت کے افکار اور اقدار کو عملی شکل دینے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ رشتہ ایک پیچیدہ تعامل کی عکاسی کرتا ہے، جس میں تہذیب اور ثقافت کی بنیادی سطحوں پر گہرے اور اہم سوالات اُٹھتے ہیں، جو معاشرتی شناخت کی تشکیل، ترقی، اور تبدیلی کے مراحل کی وضاحت کرتے ہیں۔

ادب انسانی حیات کی عکاسی کا ایک بنیادی وسیلہ ہے، جو زندگی کے مختلف پہلوؤں اور حقائق کی تفہیم کو ممکن بناتا ہے۔ تہذیب و ثقافت، جو انسانی وجود کے ناگزیر اجزاء ہیں، کو انسانی حیات کے قواعد و ضوابط کے طور پر بیان کرنا ایک منطقی بات ہے۔ یہی رسومات اور تہذیبی عناصر انسان کو معاشرتی ترقی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں اور اس کی شناخت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دنیا میں بے شمار تہذیبیں گزر چکی ہیں اور اب بھی کئی تہذیبی نظام موجود ہیں، جو انسانی تجربات کی وسعت کو بڑھاتے ہیں۔ یہ تہذیبی تنوع ادب میں اپنی عکاسی کرتا ہے، جہاں ادیب اپنے فن پاروں کے ذریعے ان ثقافتی عناصر کی ترجمانی کرتا ہے۔ ادیب کا کلام انسانی تجربات کا آئینہ دار ہوتا ہے، جو تہذیب و ثقافت کے تنوع کو پیش کرتا ہے اور ان کے اثرات کو واضح کرتا ہے۔

سفر نامہ نگاری کی صنف میں تہذیبی و معاشرتی عکاسی کو اساسی اہمیت حاصل ہے، جو اسے سطحی یا روایتی بیانیہ کے دائرے سے نکال کر ادبیاتِ عالیہ کے فکری آفاق تک لے جاتی ہے۔ یہ تہذیبی مظاہر کی عکاسی سفر نامے کو نہ صرف ایک زندہ، متحرک اور مؤثر صنف بناتی ہے بلکہ قاری کو کسی علاقے یا قوم کی اجتماعی نفسیات اور تہذیبی شعور سے بھی متعارف کراتی ہے۔ سید زبیر شاہ، جو اس صنف

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 18. Issue 01, June 2026

کے فنی و فکری لوازمات کی گہری بصیرت رکھتے ہیں، اپنے سفر نامے میں تہذیبی و ثقافتی مظاہر کو نہایت پیچیدہ اور محققانہ اسلوب میں پیش کرتے ہیں، جس سے ان کا بیانیہ ایک غیر معمولی فکری و فنی گہرائی اختیار کر لیتا ہے۔

سید زبیر شاہ کے تخلیقی کاموں میں "خواب نگر میں سات دن" کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، جو چترال کے سفر کے تجربات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس سفر نامے میں زبیر شاہ نے چترال کے باسیوں بشمول کلاش وادیوں کی تہذیبی و ثقافتی زندگی کو غیر معمولی فنی مہارت کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ یہ عکاسی محض سطحی یا عمومی بیانیے تک محدود نہیں رہتی بلکہ گہری سماجی و تہذیبی تنقید کے تناظر میں سامنے آتی ہے، جو زبیر شاہ کے بیانیے کو غیر معمولی وسعت اور فکری بالیدگی عطا کرتی ہے۔

سید زبیر شاہ کی سفر نامہ نگاری میں یہ امتیازی وصف پایا جاتا ہے کہ وہ کسی خطے کی تہذیبی وراثت کو محض تاریخی یا دستاویزی بیانیہ کے طور پر بیان نہیں کرتے بلکہ اسے تخلیقی اور تنقیدی شعور کے پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی نثر محض مروّجہ تاریخی واقعات یا معاشرتی روایات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس میں مقامی رسوم و رواج، مذہبی رجحانات، لسانی تغیرات اور پیشہ ورانہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بھی بڑی باریکی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ یوں ان کا بیانیہ ایک کثیر الجہتی اور متنوع متن کی صورت میں ابھرتا ہے، جس میں تہذیبی و ثقافتی مظاہر کی پیچیدگی اور معنویت کی مختلف پرتیں قاری کے سامنے آتی ہیں۔

"خواب نگر میں سات دن" ایک علامتی اور شاعرانہ تصوّر ہے، جو انسان کی زندگی یا کسی تجربے کی گہری اور متحرک عکاسی کرتا ہے۔ یہ خیالات اور تخیلات کی دنیا میں سات دن گزارنے کا تاثر دیتا ہے، جہاں انسان کی روح مختلف مراحل سے گزرتی ہے۔ ممکنہ طور پر، اس کا مطلب خوابوں یا خیالات کی دنیا میں سات دن کا سفر، جہاں ہر دن ایک نیا تجربہ یا انکشاف ہوتا ہے۔ آغاز میں سات کے ہندسے کا ذکر اس لیے کیا کہ مصنف نے "سات کی بات" میں سات کے بابت عجیب و حیران کن اتفاقات کا تذکرہ کیا ہے مثلاً بائیبل میں سات ہندسے کا استعمال، سات آسمان و زمین، آدم و ابلیس کا ذکر سات بار، جہنم کے سات طبقات، یوسف علیہ سلام کے خواب میں سات کا ذکر، سات طواف، صفا و مروہ میں سات چکر، قربانی کے جانور میں سات حصے، قرآن کی سات منزلیں، دنیا کے سات براعظم، یہ سفر سال کے ساتویں مہینے میں سات دنوں میں سات مقامات سے گزر کر سات لوگوں پر مشتمل ہے۔

سید زبیر شاہ کے سفر نامے "خواب نگر میں سات دن" میں بیان کردہ روایات ان کی نثر کے اسلوب کی ایک نمایاں جہت ہیں، جن کے ذریعے وہ مقامی ثقافتوں اور قدیم اقدار کی تصویری عکاسی کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف چترال کی جغرافیائی خوبصورتیوں کو بیان کرتے ہیں بلکہ اس خطے کے لوگوں کی سماجی روایات اور اقدار کو بھی اپنے الفاظ میں مجسم کرتے ہیں۔ اس سیاق میں خاتون خانہ کی طرف سے مہمان کی عزت و توقیر کے ساتھ پذیرائی کا بیان دراصل ان قدیم روایات کی طرف اشارہ ہے جن میں مہمان نوازی کو سماجی فریضے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

سفر نامہ نگار کا یہ اسلوب دیہی زندگی کی سادگی اور مہمان نوازی کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے، جہاں خاتون خانہ کی جانب سے مہمان نوازی نہ صرف خلوص بلکہ تہذیبی وقار کا عکاس ہے۔ یہ ایک ایسا ثقافتی منظرنامہ تخلیق کرتا ہے جس میں انسانی تعلقات میں خلوص، عزت، اور قربت کے جذبات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس فعل کے ذریعے سفر نامہ نگار نے اس معاشرت کی انفرادیت کو

پیش کیا ہے جو جدید زندگی کی تیز رفتاری اور خود غرضی سے پاک اپنی ایک الگ شناخت رکھتی ہے۔ادبی نقطہ نظر سے، سید زبیر شاہ کا یہ طرزِ بیان نہایت جمالیاتی اور تہذیبی ہے۔ وہ مہمان نوازی کی ان قدیم رسومات کے ذریعے ایک مخصوص ثقافت کی نہ صرف تصویری عکاسی کرتے ہیں بلکہ ان رسوم کے پیچھے موجود انسانی جذبات اور سماجی تعلقات کی اہمیت کو بھی اُجاگر کرتے ہیں۔سفر نامہ نگار چترال ٹاون میں داخل ہونے کا منظر سفر نامے میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"آپ ٹاون سے جغور میں داخل ہوں یا جغور سے ٹاون کی طرف جائیں نہر کے اس پل پر دونوں طرف یخ بستہ ہوا بغلگیر ہو کر آپ کا استقبال کرے گی۔ جس وقت ہم پل پر پہنچے اس وقت بہتے پانی میں روشنی کا عکس لہروں کے ساز پر محو رقص نظر آرہا تھا۔ہم دیر تک کھڑے ایک محویت کے عالم میں اسے دیکھتے رہے۔نہر کے پار ایک خوبصورت مسجد کی دھندلی تصویر اور پہاڑ کی اونچائی پر ستاروں کی مانند چمکتے مکانوں نے ایک عجیب سحر پیدا کیا تھا۔"[۴]

سید زبیر شاہ کے سفر نامہ میں بیان کردہ چترالی مہمان نوازی کی ثقافتی اہمیت ایک جامع، شعوری اور موروثی روایت کے طور پر نمایاں ہوتی ہے، جو چترالی معاشرت کی تہذیبی قدروں اور نفسیاتی حوالوں کو گہرائی میں واضح کرتی ہے۔ میزبان کی طرف سے ضیافت کا انتظام محض ایک سماجی رسم نہیں، بلکہ یہ ان کی ثقافتی تشخص اور اجتماعی وقار کا محور ہے۔ کھانے کی میز کا فراوانی سے بھرا ہونا محض جسمانی ضیافت نہیں بلکہ ایک تمثیل ہے جو چترالیوں کی فطری سخاوت اور مہمانوں کے لیے ان کی بے لوث خدمت کے جذبات کو مجسم کرتی ہے۔ادبی لحاظ سے، زبیر شاہ اس مہمان نوازی کی رسم کو جس مبالغہ آرائی سے پیش کرتے ہیں، وہ طنز و مزاح کے پردے میں لپٹی ہوئی تہذیبی حقیقتوں کی عکاسی کرتی ہے۔ میزبان کی اپنی عزت نفس کا انحصار میز کی ہر جگہ خوراک سے بھرے ہونے پر رکھنا اور اسے کسی قسم کی کمی کو اپنی بے عزتی کے مترادف سمجھنا، ایک نفسیاتی پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے، جہاں معاشرتی وقار اور روایتی اقدار آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔اس تناظر میں چترالی مہمان نوازی نہ صرف سخاوت کی علامت ہے، بلکہ یہ ان کے ثقافتی فخر، اجتماعی خودداری اور سماجی شناخت کا استعارہ بھی بن جاتی ہے، جسے سید زبیر شاہ کی ادبی بصیرت باریکی سے پیش کرتی ہے۔ میر منشی برٹش ایجنسی چترال کی کتاب" تاریخ چترال" میں چترالیوں کی مہمان نوازی کو دیکھیں، تو یوں بیان نظر آتا ہے؛" مہمان کی خاطر و تواضع کرتے ہیں۔ آپس میں بھی اور غیر ملک کے لوگوں سے بھی ادب و آداب اور تعظیم سے پیش آتے ہیں۔"

سید زبیر شاہ کی تحریر میں چترال کی وادی کا سفر نامہ محض جغرافیائی یا زمانی تفصیل تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک تہذیبی و فکری معرکہ ہے جس میں انسانی تاریخ کی پیچیدہ گتھیوں کو ایک ادبی متن کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔زبیر شاہ کی یہ ادبی تخلیق تہذیب کے ان پوشیدہ استعاروں کی بازیافت ہے جو تاریخ کے انمٹ نقوش کی مانند وادی چترال کے فطری مناظر اور انسانی تمدن کے درمیان کثیف و مجرّد روابط کی صورت میں جڑے ہوئے ہیں۔

مذکورہ سفر نامہ نہ صرف ایک سطحی سیاحتی بیان ہے بلکہ ایک ایسی مابعد الطبیعیاتی جستجو ہے جو ماضی کی تہذیبوں کے آثار اور ان کی معنوی تہہ داریوں کو استعاراتی بیانیہ میں ڈھال کر، قاری کو ایک متصوفانہ و ثقافتی تجربے میں غرق کر دیتا ہے۔ چترال کی قدیم

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 18. Issue 01, June 2026

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

تہذیبوں کے آثار، جنھیں وہ ایک دیوار پر آویزاں تصویری استعاروں کے ذریعے پیش کرتے ہیں، وقت کی قید میں مقید محض بصری علامات نہیں، بلکہ یہ تہذیبی ماضی کے وہ خفیہ نشانات ہیں جو آج بھی چترال کے گھروں میں بطور ورثہ زندہ ہیں۔

یہ تصویریں "ماضی کے آثار" سے کہیں زیادہ علامتی اور معنوی ساخت رکھتی ہیں؛ یہ زمانی تسلسل کی وہ نادیدہ زنجیریں ہیں جو ماضی اور حال کو نہ صرف جوڑتی ہیں، بلکہ ان کے درمیان مکالماتی پل قائم کرتی ہیں۔ مصنف کے لیے یہ تہذیبی عناصر محض جامد شواہد نہیں، بلکہ وہ حرکیاتی مظاہر ہیں جو آج بھی حال کی تشکیل اور اجتماعی یادداشت میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

مصنف نے تہذیبی تنوع اور معاشی نظم وضبط کے دائرے میں مختلف ثقافتی گروہوں کی زندگیوں کے انفرادی طرزِ عمل کو نہایت عمیق اور پیچیدہ انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ بیان ادب میں ثقافتی تنوع اور سماجی پیچیدگیوں کو ایک بامعنی ڈھانچے کے طور پر اجاگر کرتا ہے، جس کے ذریعے تہذیبی روایات اور ان کے معاشرتی و اقتصادی اصولوں کے مابین لطیف فرق اور مماثلتیں منکشف ہوتی ہیں۔

سفر نامہ "خواب نگر میں سات دن" میں سیّد زبیر شاہ نے وادی کلاش کا ذکر کیا ہے جو کہ پاکستان کے شمالی علاقہ میں واقع ہے اور اپنی الگ تہذیب و ثقافت کے لیے جانی جاتی ہے، اقتباس ملاحظہ ہو:

> "کلاش میرے لیے ہمیشہ ایک خواب نگر ہی رہا کیونکہ اس کے متعلق حیران کن باتیں یا تو سننے میں آئی تھیں یا ٹی وی سکرین پر دنیا بھر سے مختلف اس ثقافت کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ مگر یہ سب باتیں کبھی تو مجھے بلکل مصنوعی سی معلوم ہوتیں اور کبھی یہ سوچتا کہ شاید یہاں واقعی انسانوں کے ساتھ پریاں بستی ہو۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ کلاش میرے لئے ہمیشہ کسی معمہ سے کم نہ رہا۔"(۵)

سید زبیر شاہ کا سفر نامہ "خواب نگر میں سات دن" ایک عمدہ ادبی تخلیق ہے جو مسلمانوں اور کلاشوں کے درمیان ایک پیچیدہ ثقافتی تضاد کی عکاسی کرتا ہے۔ کلاش ثقافت میں بیوی کی علیحدگی کے لیے مخصوص رسوم ورواج ایک خاص سماجی تناظر میں جڑے ہوئے ہیں، جن میں گھی، چھٹکری، اور بینگ کے ذریعے عائد کیے جانے والے تاوانات کی ادائیگی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ رسوم نہ صرف ثقافتی شناخت کی عکاسی کرتی ہیں، بلکہ ان کے ذریعے انسانی روابط کی نوعیت اور اس کی پیچیدگیوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جب کوئی فرد مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ ان رسوم ورواج سے خود کو آزاد سمجھتا ہے، اور یہ عمل ایک نئے مذہبی شناخت کی طرف بڑھنے کا علامتی عمل بنتا ہے۔

> "اگر کوئی لڑکی اپنے عقیدے سے باہر مسلمان ہو کر شادی کرتی ہیں تو اس پر گھر والے ناراض ضرور ہوتے ہیں۔ اس بات کا دکھ بالکل فطری ہے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ لڑکی اپنے قبیلے اور رسم ورواج سے بالکل کٹ جاتی ہے تاہم انسان دوستی کا یہ پہلو یقیناً باعث مسرت ہے کہ اگر کوئی لڑکی اپنے گھر والوں کے ساتھ تعلق رکھنا چاہے تو مذہب کی تبدیلی کے باوجود اسے دل سے قبول کیا جاتا ہے اور اسے پہلی جیسی عزت اور تکریم ملتی ہے۔"(۶)

کلاش وادی کے باشندگان کا تہذیبی و تمدنی طرزِ حیات اگرچہ بادی النظر میں ایک روایتی دیہی معاشرت کا عکاس معلوم ہوتا ہے، تاہم اس کی داخلی پیچیدگی اور جمالیاتی ابعاد گہری فکری تشکیلات کا مظہر ہیں۔ فطرت کے مظاہر کو محض محسوسات کی سطح پر قبول کرنے کے بجائے، کلاش کے لوگ اسے ایک ماورائی تجربے میں منقلب کرتے ہیں، جہاں ہر قدرتی مظہر ان کے مذہبی شعور کا حصہ بن جاتا ہے۔ ان کی موسمیاتی تقریبات "چوموس" اور "جوشی / ژوشی" محض رسومات نہیں بلکہ ایک تہذیبی علائم کی زبان میں باطن کے شعور کا اظہار ہیں، جو ان کے اجتماعی اور فردی شعور کی ہم آہنگی کو متمثل کرتی ہیں۔

> "ژوشی کے نام سے ایک تہوار بہار کے دوران منایا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح سے بہار کی آمد کی خوشی کا تہوار ہے۔ چاموس دسمبر کے مہینے میں منایا جانے والا سب سے اہم تہوار ہے۔ جس طرح مسلمانوں کے لئے حج اہمیت رکھتا ہے اسی طرح اس عقیدے کے پیروکاروں کے لیے یہ تہوار اہمیت رکھتا ہے۔ نئے سال کی آمد کی خوشی اور امن وامان کے لیے اس دوران سب سے زیادہ دعائیں کی جاتی ہیں جو 8 سے 22 دسمبر تک جاری رہتی ہیں۔"[۷]

کلاش کے رقص و سرود کی روایتیں دراصل ان کی جمالیاتی حساسیت اور طبعی سرور کا نکتہ عروج ہیں، جہاں موسیقی اور رقص کا ہر آہنگ ان کے وجودی تجربے کا ایک استعارہ بن جاتا ہے۔ ان کی زندگی کا صوفیانہ پہلو اس کی سادگی اور عاجزی میں پوشیدہ نہیں، بلکہ ایک ایسی باطنی کشمکش کا عکاس ہے جہاں فرد کو اپنے وجودی تسلسل کی از سرِ نو تشکیل کے لیے داخلی طمانیت اور خارجی بے نیازی کو یکجا کرنا پڑتا ہے۔

مزید برآں، ان کا اخلاقی شعور، جھگڑوں سے اجتناب اور سچائی کی پاسداری ایک اخلاقی معراج کا پتہ دیتے ہیں، جو نہ صرف انھیں عصری دنیا کی فکری و تہذیبی مکالمت میں ممتاز کرتی ہے بلکہ ان کی قدیم تہذیبی جڑوں کی بھی پاسداری کرتی ہے۔ یوں کلاش کا یہ طرزِ حیات ایک پیچیدہ اور گہری تہذیبی تشکیل کا آئینہ دار ہے، جو اپنے اندر مابعد الطبیعاتی، جمالیاتی اور اخلاقی عناصر کو یکجا کرتا ہے۔

کلاش کے لوگوں کی ثقافتی شناخت محض ظاہری نمود و نمائش یا بیرونی سطح پر دکھائی دینے والے مظاہر تک محدود نہیں، بلکہ ان کے روایتی لباس اور زیورات ان کی سماجی و تہذیبی بقا اور شناخت کے جلی استعارے ہیں، جو ان کے تاریخی شعور کی تسلسل کو مادی شکل میں ڈھالتے ہیں۔

> "گاڑی کے بریک پر پاؤں رکھ کر میں نے کچھ اونچائی پر دائیں جانب دیکھا تو انسانوں سے خالی ایک وسیع منظر میں سرسبز کھیتوں کی پگڈنڈی پر تین لڑکیاں مخصوص کلاشی لباس میں مختلف رنگوں سے آراستہ کسی بات پر زور زور سے ہنس رہی تھیں۔ ایک لمحے کے لئے مجھے حقیقت پر کسی خواب اور خواب پر کسی حقیقت کا گمان ہونے لگا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں واقعی کسی اور دنیا میں داخل ہو گیا ہوں یا شاید یہ وہی پرستان ہو جس کے بارے میں، میں اکثر سوچا کرتا تھا۔"[۸]

کلاش کے لباس اور مکانی تشکیلات کو ادبی تنقید کی دقیق اور عمیق نظر سے جانچا جائے تو یہ تمدن ایک ایسے معنوی اظہار کا حامل دکھائی دیتا ہے جس کی سادگی محض سطحی نہیں بلکہ اپنی تہہ میں گہری اور ماورائی معانی کو سمیٹے ہوئے ہے۔ کلاش کا روایتی سیاہ لباس، جو ظاہراً ایک سادہ اور عام سی زیبائش معلوم ہوتا ہے، دراصل ان کے دنیوی و روحانی حیات کے مابین ایک بامعنی ہم آہنگی کی عکاسی کرتا ہے، جہاں سیاہ رنگ محض غم یا سوگ کی علامت نہیں، بلکہ اس غیر مرئی فطری و روحانی رشتے کی تجسیم کرتا ہے جو کلاش کی تہذیبی استقامت اور قدرت پرستی کا مظہر ہے۔

ان کے گھروں کی اندرونی ساخت، جو دھویں کی کالک سے آلودہ اور سیاہی میں ملفوف ہے، ایک مادی سادگی کی ترجمان ہے، جو ان کے روزمرہ طرزِ حیات کے قدیم حقائق سے جڑی ہوئی ہے۔ ان کے مختصر گھریلو سازوسامان—جن میں چند پرانی چوکیاں، تخت پوش، ایک لالٹین اور بنیادی برتن شامل ہیں—ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ چیزیں ان کی روحانی خودکفالت اور مادی کثرت کی نفی کے ایک فلسفے کی تجسیم ہیں۔ اس محدود مادی کائنات میں روحانیت کی جھلک نمایاں ہے، جہاں ضروریات کو کم سے کم کرنے کی صوفیانہ سوچ غالب ہے اور تزکیہ نفس کا گہرا اثر ہر گوشے میں دکھائی دیتا ہے۔

دیواری کالک، جو ان کے گھروں کی دیواروں پر اپنی سیاہی بکھیرتی ہے، کلاش کے فطرتی تہذیب اور دنیاوی مادیات سے بے رغبتی کی ایک علامت بن جاتی ہے۔ یہ دھویں کی سیاہی، جدید دنیا کی چمک دمک اور اس کی سطحی تمدنی تشکیلات کے برخلاف، ایک قدیم اور پائیدار تمدن کی خاموش گواہ ہے، جو اپنی جڑوں میں ایک گہرائی سے جڑا ہوا ہے، اور جس پر وقت کے بدلتے تقاضے بے اثر رہتے ہیں۔

کلاش خواتین کی ثقافتی روایات میں "ایام" کا تصور محض ایک جسمانی حالت کی عکاسی نہیں کرتا، بلکہ یہ ایک متعدد تہذیبی ڈھانچے کا عکاس ہے جس میں قدرت، شناخت، اور روایتی اعتقادات کے رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ قدیم روایت ان خواتین کے لیے ایک معیار کی حیثیت رکھتی ہے، جو انھیں خاص مدت کے لیے مخصوص جگہ پر رہنے کی اجازت دیتی ہے، اور اس کے پیچھے موجود مذہبی و ثقافتی تصورات ان کے روزمرہ کے تجربات کی تشکیل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک، یہ ایک فطری عمل ہے، اور یہ ان کی ثقافتی شعور کی عمیق پرتوں کو اجاگر کرتا ہے۔

> "بشالینی ایک بڑا ہی منفرد تصور ہے جو شاید ہی دنیا کے کسی اور خطے میں آپ کو نظر نہ آئے۔ کلاشی عقیدے کے مطابق خواتین کے ماہانہ ایام مخصوصہ میں ان کو ناپاک تصور کیا جاتا ہے اس لئے ان دنوں میں وہ بشالینی منتقل ہو جاتی ہیں۔ اور جب تک پاک نہیں ہوتیں گھر نہیں جاتیں۔ اس دوران وہ بشالینی میں بیٹھ کر مختلف امور میں مصروف رہتی ہیں۔ عام طور پر دستکاری کرتی ہیں۔ یہاں جو خواتین مخصوص ایام کے لئے بند ہوتی ہیں وہ کھانا پکانے کی زحمت سے بھی آزاد رہتی ہیں کیونکہ ان کے لئے کھانا گھروں ہی سے بھجوایا جاتا ہے۔ مردوں کو بشالینی کے اندر جانے کی بالکل اجازت نہیں ہوتی۔"(۹)

یہ سطور ثقافتی روایات کے اثرات کو عیاں کرتی ہیں کہ کس طرح یہ روایات انسانی طرز زندگی پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ کلاش کی روایات انسانی زندگی اور فطرت کے درمیان ایک ہم آہنگی کی مثال پیش کرتی ہیں، جو کہ ان کی ثقافت کا بنیادی عنصر ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہیں کہ انسانی تجربے کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ ہم اپنے جسم کی قدرتی حالت کو بغیر کسی شرمندگی کے قبول کریں۔

یہ معاشرتی رویے ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ تہذیب کا مطلب ہمیشہ ترقی نہیں ہوتا، بلکہ یہ ہماری قدرت کے ساتھ جڑے رہنے کی صلاحیت کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ کلاش ثقافت کی روشنی میں، ہمیں اپنی اقدار پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم نہ صرف اپنے آپ کو بہتر طور پر سمجھ سکیں، بلکہ اپنی فطرت کے ساتھ ایک نئے تعلق کی جستجو بھی کر سکیں۔ یہ تنقید ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ثقافت کے مختلف پہلوؤں کی تفہیم اور ان کا احترام ہی درحقیقت تہذیب کی معراج کو بیان کرتا ہے۔

کلاش وادی کی تہذیب و ثقافت میں جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں، وہ ایک پیچیدہ سماجی نظام کی تشکیل کی عکاسی کرتی ہیں، جہاں روایات اور جدیدیت کے درمیان ایک متوازن ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اس معاشرتی ڈھانچے میں انسانی تعلقات کی باریکیوں اور سماجی رسوم کی پیچیدگی کو سمجھنے کے لیے ایک گہری بصیرت فراہم کی گئی ہے۔ اقتباس میں خواتین کی خودمختاری اور ان کے ازدواجی معاملات کا پیش کیا جانا خاص طور پر قابل توجہ ہے، جہاں کلاش کی لڑکیوں کی اپنی پسند سے شادی کرنا ایک ترقی پسند پہلو کی حیثیت رکھتا ہے، جو اس خطے کی ثقافتی ترقی کی عکاسی کرتا ہے۔

> "ہمارے ہاں یہ تصور راسخ ہے کہ ان تہواروں میں لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کر کے بھاگ جاتے ہیں اور شادی کر لیتے ہیں جس پر گھر والوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ اس بات میں جزوی صداقت موجود ہے لیکن اب یہ طرز عمل بہت حد تک بدل چکا ہے۔ ماضی میں تو یہ روایت کے مطابق یہاں گھر والوں ہی کی پسند اور مرضی سے شادی طے ہوتی تھی تاہم ذاتی پسند کو بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ تہواروں میں شادی کرنے کی روایت موجود ہے، لیکن اکثر لڑکا لڑکی کے گھر رشتہ بھیجتا ہے، منگنی ہوتی ہے اور پھر شادی رچائی جاتی ہے۔ اگر رشتہ بھیجنے پر لڑکی کے گھر والے انکار کریں تو پھر بھاگ کر شادی کی جاتی ہے لیکن یہ عمل کسی دشمنی کا سبب نہیں بنتا۔"(۱۰)

کلاش کے لوگوں کی موت سے متعلق رسومات بھی ان کی ثقافتی گہرائی کا ایک اہم پہلو ہیں۔ مردے کو کھلی فضا میں رکھ کر تین دن تک ماتم کرنا اور ان کی زندگی کی کامیابیوں کا جشن منانا، ان کی ثقافتی تشخص کی عکاسی کرتا ہے، جو انسانی زندگی اور موت کے گہرے جذبات کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ رسوم نہ صرف ان کی ثقافتی شناخت کا لازمی حصہ ہیں بلکہ اس بات کی بھی عکاسی کرتی ہیں کہ وہ زندگی کی قیمتی لمحات کو کس طرح مناتے ہیں، اور اس کے ساتھ مل کر ایک اجتماعی یادگار تشکیل دیتے ہیں۔

کلاش اور بمبوریت کے مقامی مسلمانوں کے درمیان موجود معاشرتی رشتہ ایک محبت اور نفرت کی دوئی کی عکاسی کرتا ہے۔ مسلمانوں کی معیشت کا دارومدار کلاشیوں کی روایات اور ثقافت پر ہے، اور یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ معاشرتی تعاون کے باوجود

مذہبی شناخت میں ایک گہرائی موجود ہے۔ دونوں ثقافتوں کے درمیان اختلافات بھی اہم ہیں، جو کبھی کبھار کشیدگی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

کلاشیوں کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ ہمدردانہ ہے، جس میں ان کے مذہبی عقائد اور روایات کا احترام شامل ہے۔ یہ رویہ ایک مثبت پیغام دیتا ہے کہ ثقافتی تنوع کے باوجود انسانی تعلقات میں محبت اور احترام کو فروغ دینا ممکن ہے۔ یہ معاشرتی تعاملات ایک ایسی مثال قائم کرتے ہیں کہ کس طرح مختلف ثقافتی عناصر کے درمیان ہم آہنگی اور احترام کی فضاء قائم کی جاسکتی ہے۔

المختصر سید زبیر شاہ کی تخلیق "خواب نگر میں سات دن" ان کی سفر نامہ نگاری میں فنی کمالات اور ادبی بصیرت کی بلند ترین مثال پیش کرتی ہے۔ اس تخلیق میں چترال اور وادی کلاش کی جغرافیائی و تہذیبی کثرت کو سید زبیر شاہ نے ایک گہرے فلسفیانہ انداز میں پیش کیا ہے، جہاں مقامی ثقافت، تاریخ اور فطرت کی نزاکتوں کا بیان محض سطحی نہیں بلکہ ایک عمیق اور تہہ دار تناظر میں کیا گیا ہے۔ زبیر شاہ کی نثر میں مکانی خصوصیات اور انسانی تہذیب کا امتزاج ایسے دقیق اور معنوی پیرائے میں ہوتا ہے کہ قاری کو ہر لمحہ ایک نئی تفہیمی جہت سے آشنا کرتا ہے۔ یہ سفر نامہ صرف زمینی حقائق کی نقاب کشائی نہیں، بلکہ ایک بین الثقافتی اور بین الانسانی مکالمے کا نکتہ آغاز ہے، جو ادب اور فطرت کے درمیان ربط کا انتہائی منفرد اور جمالیاتی نمونہ پیش کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ وکی میڈیا، فرام پاپولر سائنس، منتھلی ۲۶(۱۸۸۴)

۲۔ ڈاکٹر سید عابد حسین، قومی تہذیب کا مسئلہ، علی گڑھ، انجمن ترقی اردو (ہند) جولائی ۱۹۵۵ء، ص ۸

۳۔ سید زبیر شاہ، خواب نگر میں سات دن، کتابی دنیا اردو بازار لاہور ۲۰۲۴ء، ص ۵۰

۴۔ ایضاً، ص ۵۵

۵۔ ایضاً، ص ۷۸

۶۔ ایضاً، ص ۷۵

۷۔ ایضاً، ص ۵۸

۸۔ ایضاً، ص ۷۴

۹۔ ایضاً، ص ۷۵

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۹

References in Roman Script:

1. Wikimedia commons. From popular science Monthly 26(1884)
2. Dr Syed Abid Hussain, Qaoumi Tehzeeb Ka Masla, Aligarh, Anjuman Taraqi Urdu (Hindi) July, 1955, p. 8
3. Syed Zubair Shah, Khwab Nagar Mein Saat Din, Kitabi Dunya Urdu Bazar Lahore,

2024, p. 50
4. Ibid, p. 55
5. Ibid, p. 78
6. Ibid, p. 75
7. Ibid, p. 58
8. Ibid, p. 74
9. Ibid, p. 75
10. Ibid, p. 79

Mrs. Muniba Habib is a Lecturer in the Department of Urdu at the University of Chitral, Pakistan. She holds an MPhil in Urdu from Alhamd Islamic University, Islamabad. Her research interests include Urdu linguistics and Urdu prose. She has two research articles to her credit.

Dr. Muhammad Sahib Khan is an Assistant Professor in the Department of Urdu at the University of Chitral, Pakistan. He holds a PhD from the University of Peshawar. His research interests include Urdu prose and Urdu criticism. He has authored eighteen research articles.